ایمان خالص

پہلی قسط

گھر کے چراغ

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمہ اللہ علیہ

فہرست

مضمون — صفحہ

مضمون	صفحہ
ایک خط اور اُس کا جواب	۶
مولانا یوسف بنوری صاحب کا "بینات" میں مضمون	۷۔۱۴
حضرت ابراہیم ادہم	۱۵
حضرت بایزید بُسطامی	۱۹
حضرت جُنید بغدادی اور سَری سقطی	۲۶
اِتحّادِ ثلاثہ	۳۱
حُلول	۳۱
قوم زط، نُصیری، اور حسین بن منصور حلاّج	۳۲،۳۳
وحدت الوجود اور ابن عربی	۳۷
وحدت الشہود اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدّد الف ثانی	۴۰
شیخ عبدالقادر جیلانی کا دعویٰ	۴۲
شیخ عبدالقادر جیلانی اور عبیداللہ بن یونس الوزیر بغداد	۴۲
علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش اور مذہبِ اتحاد	۴۳
اقدارِ مشترکہ	۴۵
تلمسانی کا قول کہ قرآن میں توحید کہاں، وہ تو شرک سے پُر ہے	۴۶
ابنِ عربی کا کہنا کہ نبی ولی سے کمتر ہوتا ہے	۴۶
ختمِ ولایت کا نظریہ	۴۶
امام غزالی کا کہنا کہ **لَا هُوَ اِلَّا هُوَ** خواص کا کلمہ ہے	۴۷
مخلوق کی معراج فردانیت ہے	۴۸
امام غزالی کا معراج کے موقع پر تشریف لانا	۴۸
کیا ہم سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے ہیں؟	۴۹
ایک اتحادی موحّد کا غلاظت کھا کر وحدۃ الوجود کا نظریہ ثابت کر دینا	۵۰
مجدّد الف ثانی کا نظریہ اتحاد	۵۱
مجدّد الف ثانی کا فنا ہو کر انسانیت کی ابتدا سے انتہا تک باخبر ہو جانا	۵۲

مضمون | صفحہ

مجدّد صاحب کا قرآن کی دو آیتوں کی تصحیح فرما دینا اور وہ بات بتانا جو اللہ نے اُن کے علاوہ کسی سے نہیں کہی ۵۳

خاندان ولی اللٰہی وحدت الوجود کے علمبردار کی حیثیت سے ۵۴

انفاس العارفین اور شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کے واقعات ہی واقعات ۵۵

مولانا ابوالکلام کی غنا کے متعلق رائے اور فقہاء کا تشدّد ۶۱

شاہ عبدالرحیم کے والد صاحب کا شہادت کے بعد جسدِ عنصری میں واپس آنا ۶۴

شہداءِ اُحد کا شہید ہونے کے بعد واپس نہ آسکنا ۶۵

مولانا قاسم نانوتوی کا وفات کے بعد مدرسۂ دیوبند میں جسدِ عُنصری میں آنا ۶۵

فرشتوں کا بار بار بارگاہِ شاہ عبدالرحیم میں حاضر ہونا ۶۶

شاہ عبدالرحیم کا علمِ محیط اور فناءِ کلی کی کیفیت ۶۹

شاہ عبدالرحیم کا نبیؐ کو سجدہ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا اِظہارِ تعجب ۷۰

شاہ عبدالرحیم کا نبیؐ کی نیاز دینا ۷۱

شاہ ولی اللہ صاحب کے تایا ابوالرّضا محمد صاحب کی وسعت علم اور روشن ضمیری کا بیان ۷۲

شاہ ولی اللہ صاحب کا رُوحِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنا ۷۳

شاہ ولیؒ اللہ کو خلعت قطبِ ارشاد سے نوازا جانا ۷۵

قطبِ اِرشاد کی مرکزی حیثیت ۷۶

اللہ تعالیٰ کا شاہ ولیؒ اللہ کو دُنیا اور آخرت کے مواخذہ سے بری کر دینا ۷۸

مسلک اہلِ حدیث کی نفی، نبیؐ کے حکم کے ذریعہ ۷۹

نبی ﷺ کا شاہ ولیؒ اللہ صاحب کے مرض الموت میں آنا اور اُردو بولنا ۸۰

کشفِ قبور کا عملی طریقہ، از شاہ ولیؒ اللہ محدث دہلوی ۸۱

اولیاءاللہ کی رُوحوں کا کاروبارِ دُنیا کرنا (حُجۃ اللہ البالغہ) ۸۲

اقدارِ مُشترکہ اور ذواتِ مُرکّبہ کی کارفرمائی ۸۳

دام ہمرنگ زمین ۸۴

مساواتِ آئنسٹین اور مساوات سبائی ۸۴

علمبرداران فلسفہ اِتّحاد ایک نظر میں ۸۵

نظریہءِ توحید اور نظریہءِ اتحاد کی آویزش کی تاریخ ۸۶

امام مُسلم اور ابنِ تیمیہ کی یلغار ۸۷

تذکرہ خانوادہَ چشت کا ۸۷

خواجہ عثمان ہارونی کا تصرّف ... ۸۹
ذکر خواجہ معین الدّین چشتی کا ... ۹۲
اصحابِ کہف کے متعلق انکشافات ... ۹۵
علی ہجویری المعروف بداتا گنج بخش حضرت محمد علی کا ذکر فرماتے ہیں ... ۹۷
اولیاء اللہ کے ہاتھ میں ہے نظامِ عالم۔ علی ہجویری صاحب کا ارشاد ... ۹۷
علم جغرافیہ کے متعلق عجیب انکشافات ... ۹۸
خواجہ معین الدین کا مکّہ میں آنا اور امداد اللہ مہاجر مکّی کو خوشخبری سُنانا ... ۱۰۱
خواجہ معین الدین چشتی کا اپنے مُرید کو کلمہ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه چِشتِیُ رَسُوْلُ اللّٰه پڑھوانا ... ۱۰۲
پیر کامل کے طواف کو کعبہ آتا ہے ... ۱۰۳
ذکر خواجہ فرید گنج شکر کا اور عاشورہ کی ماتم داری کی فضیلت اور تاریخ دانی کا عجوبہ ... ۱۰۵
خرقہ (گودڑی) کی رسم معراج نبویؐ کے وقت شروع ہوئی ... ۱۰۷
خواجہ عثمان ہارونی کا قبر میں پہنچ کر فرشتوں کی مار سے اپنے مُرید کو بچانا ... ۱۰۸
خواجہ بختیار کاکی کا مُردہ کو زندہ کر دینا اور سُلطان اولیاء نظام الدین اولیا کا تذکرہ ... ۱۰۹
شیخ عبدالقادر جیلانی کا اُڑنے والے ابدال کو گرا دینا ... ۱۱۰
محبت نام مستی کا ... ۱۱۱
پیر کے سامنے سر جھکا کر سجدہ کرنے سے درجے بلند ہوتے ہیں ... ۱۱۳
علم قرآن وحدیث اور طریقت میں باپ مارے کا بیَر ہے ... ۱۱۴
جو ہونا تھا سو ہو چکا اب کرنا کیا ہے؟ ... ۱۱۵
صحو وسکر کی جہنم زاریاں ... ۱۱۶
علی ہجویری صاحب کا داؤ، اور نبی ﷺ پر لگائے ہوئے الزامات کو صحیح مان کر سکر وصحو کو ثابت کرنا ... ۱۱۶
سب سے کم بدعقیدہ گروہ اور اُس کا حال ... ۱۱۹
شیخ عبدالحق محدّث دہلوی اِتحادی علمبردار کے رُوپ میں ... ۱۲۰
شیخ عبدالقادر جیلانی کی فنائیت ... ۱۲۱
شیخ عبدالقادر جیلانی غوث برحق ہیں ... ۱۲۵
دینی رسالوں کا نظریہ اِتحاد کو پھیلانا ... ۱۳۱
ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند ... ۱۳۱، ۱۳۲
ماہنامہ البلاغ، کراچی ... ۱۳۴

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَ نُوۡءِمِنُ بِہٖ وَنَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا
وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ
وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ .

امّا بعد

گذشتہ اٹھارہ سال سے تمنّا تھی کہ اللہ تعالیٰ وہ دن بھی لے آئے جب دُنیا والوں کے سامنے میں توحیدی اور اِتّحادی دین کا فرق واضح کردوں۔

اُس اکیلے مالک کی صد ہزار مہربانیاں کہ اُس نے اِس کا موقع عنایت فرمایا، اب ایسی زبان کہاں سے لاؤں جو شُکر و سپاس کا حق اَدا کر دے۔

ایک خط اور اس کا جواب

خط محترم عالمِ دین ڈاکٹر عثمانی صاحب اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

جناب عالی۔ کراچی میں مسلم قوم کی بڑی اکثریت حضرت یوسف بنّوری صاحب کو ملک کے بڑے عالموں میں شمار کرتی ہے اور میرے علم کے لحاظ سے وہ آپ کے بھی استاد ہیں۔ اپنے ماہانہ رسالہ "البیّنات" ماہ اگست ۱۹۷۵ء کے شمارے میں انہوں نے اپنے والد کی وفات پر "بصائر وعبر" کے عنوان کے ماتحت اُن کے کمالات کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ کمالات کچھ ایسے عجیب وغریب ہیں کہ میں سخت خلجان میں پڑ گیا ہوں اور حیرت پر حیرت کا عالم طاری ہے۔ آپ کی خدمت میں اُس مضمون کی فوٹو کاپی بھیج رہا ہوں اور امیدوار ہوں کہ آپ اس سارے مضمون کے مندرجات کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ آخر ہے کیا؟ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس معاملہ میں حق کے علاوہ کچھ اور نہ لکھئے گا اور جواب دیتے وقت یاد رکھئے گا کہ :

وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ — وَالسَّلام

جواب مکرمی ومحترمی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

یاد فرمائی کا شکریہ۔ معذرت خواہ ہوں کہ آپ کے حسبِ ارشاد جلد جواب نہ دے سکا آپ نے جو ذمہ داری مجھ پر ڈالی ہے اُس کے بار کو شدّت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں مزید براں آپ نے ازراہِ عنایت مجھے اس بات سے بھی ہوشیار کر دیا ہے کہ کسی قسم کی لچک یا مُداہنت کا انجام اللہ کے یہاں کیا ہو سکتا ہے اس یاد دہانی کا بھی شکریہ۔

پہلے میں اس پورے مضمون کا فوٹو پیش کر رہا ہوں جو آپ نے مجھے بھیجا ہے اُس کے بعد اپنی حد تک قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جائزہ لوں گا۔ اللہ سے میری دعا ہے کہ وہ مجھے صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

رجب المرجب ۱۳۹۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بصائر و عبر

آہ میرے والد محترم! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رفتم واز رفتن من عالمے تاریک شد — من مگر شمعم چو رفتم بزم برہم ساختم

۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ ۵ جون ۱۹۷۵ء یوم الخمیس ما علمدک ما یوم الخمیس کی تاریخ میری زندگی کا دوسرا بڑا عظیم حادثہ ہے اس ستر سالہ زندگی میں پہلا حادثۂ کبریٰ امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ ۳ صفر ۱۳۵۲ھ کا سانحۂ وفات تھا یہ دوسرا حادثۂ کبریٰ میرے والد حضرت مولانا سید محمد زکریا صاحب کا وصال ہے یوں تو زندگی میں بے شمار حوادث اور حوصلہ شکن واقعات، صبر آزما سوانح پیش آئے لیکن یہ دو عظیم حادثے بلاشبہ ایسے پیش آئے کہ صبر و شکیبائی جواب دے چکی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ پہلا حادثہ اس وقت پیش آیا کہ عالم شباب تھا برداشت کی طاقت تھی لیکن حضرت والد کے وصال کا یہ دردناک سانحہ اس وقت پیش آیا کہ جوانی کی طاقتیں جواب دے چکی ہیں سیدہ فاطمہ مرحومہ کی جدائی کے زخم مندمل نہ ہونے پائے تھے نیز اس دو اڑھائی سال میں یکے بعد دیگرے مخلصین و احباب علماء و فضلاء کی رحلت رفیقۂ حیات کی جدائی غرض مسلسل صدمات نے نڈھال کر دیا تھا۔ حقائق اور وجدانی کیفیات کے لئے الفاظ و تعبیرات کا دامن بہت تنگ ہوتا ہے۔ حقائق کی تعبیرات سے الفاظ ہمیشہ قاصر رہتے ہیں۔ اور پھر اس مبالغہ آمیز دنیا میں کسی حقیقت کی صحیح ترجمانی کا حق ادا ہونا بعید مشکل ہے۔

یوم الخمیس ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ دن کے پونے دس بجے چند روز کی شدید کرب و بے چینی کے بعد میرے والد محترم، میرے آقا میرے آغا جی، میرے مربی، دنیا میں میرے ہادی میرے ملجأ و ماویٰ اسلام کا متاع گرانمایہ جہان علم و عمل کے جوہر آبدار علم ایمان و عرفان کی عظیم ترین شخصیت اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئی جس کے لئے مہینوں سے بیتاب تھے اور آخر چشم زدن میں عالم غیب کی طرف روح لطیف نے پرواز کی انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کا وجود ہمارے لئے سایہ رحمت الٰہی تھا، حق تعالیٰ کی ایک عظیم ترین نعمت تھی، دعوات نیم شبی اور نالہ ہائے سحری کا ایک سرچشمہ تھا جو خشک ہو گیا ہمارے سکون قلب کا ذریعہ تھا جس سے ہم محروم ہو گئے، والد محترم کی وفات حسرت آیات صرف ایک والد کا مرثیہ خوانی نہیں بلکہ علم و عرفان کا مرثیہ ہے ایک صاحب کرامات و خوارق عارف باللہ

کا ماتم ہے۔ ایک محقق روزگار کا نوحہ ہے ایک فیلسوف عصر کا غم ہے۔ ایک اولوالعزم وجود کی جدائی پر اظہار حزن ہے مجاہدات وریاضات میں معروف رہنے والی عظیم شخصیت کا درد و الم ہے ایک صاحب کمال معتبر کا نوحہ ہے ایک با خدا صاحب مکارم اخلاق جود و سخا، ہمت و شجاعت کا نالہ و شیون ہے ایک گوشہ نشین صوفی صاحب صدق وصفا کی جدائی و فراق کا درد و غم ہے، ایک عاشق رسول کا درد و اضطراب ہے اسرار کائنات کے درد نے راز و زاری ہے گریۂ لوبیت کے اسرار واقف، حقائق و معارف کے عالم کی مرثیہ خوانی ہے۔ شریعت اسلامیہ کے یگانۂ روزگار فاضل کے لئے نالہ و فریاد ہے طریقت و حقیقت کے واقف رموز کا حزن و غم ہے۔

والد ماجد کیا تھے ایک گمنام ہستی جس نے ایک عالم اپنے اندر سمیٹ رکھا تھا شفیق بلخی ابراہیم ادھم بایزید بسطامی سری سقطی معروف کرخی جنید بغدادی کے احوال و مواجید تو دنیا نے پڑھے ہیں لیکن اس فقیر بے نوا کی شاہانہ پرواز کی کس کو خبر ہے؟ تقلیل کلام تقلیل منام تقلیل اختلاط مع الانام کے واقعات تو آپ سُن چکے ہوں گے لیکن اس مجاہد زمانہ کے احوال حیرت افزا کی دنیا کو کیا خبر؟ عنفوان شباب ہی میں تقلیل خوراک کی جب ریاضت شروع کی تو روزانہ صرف ایک مثقال خوراک یعنے ۳½ ماشے غذا پر سالہا سال زندگی بسر کی پندرہ دن میں بمشکل اجابت کی ضرورت پڑتی تھی رویائے صادقہ و مبشرات کا جب سلسلہ شروع ہوا تو سولہ سال کی عمر سے بیس سال تک سو مرتبہ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے شرف یابی ہوئی۔ اور ہر دفعہ زیارت مبارکہ میں ارشادات و ہدایات تلقین اذکار و نصائح عالیہ سے سرفرازی ہوتی تھی، "اویسی" نسبت کے وہ کمالات نصیب ہوئے کہ عقل حیران ہے۔ رویائے صادقہ اور مبشرات کا سلسلہ آخری عمر تک جاری رہا۔ اذکار و اشغال و مجاہدات کا اتنا غلبہ ہوا کہ عہد کیا کہ تمام زندگی اپنے پروردگار کی عبادت و مناجات میں گذاروں گا۔ آپ کے والد مرحوم حضرت سید میر مزمل شاہ رحمہ اللہ کا تو وصال ہو گیا تھا والدہ مکرمہ حیات تھیں جن کا اصرار تھا کہ ازدواجی زندگی اختیار کریں لیکن عزم عبادت و طاعت کے منافی سمجھ کر انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ایک خواب میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ عرش پر فلاں بی بی سے فلاں خاندان میں عقد نکاح باندھ رہے ہیں اس رویائے صالحہ کے بعد انکار ختم ہو گیا اور ازدواجی زندگی میں قدم رکھ ہی دیا اور اس رویائے صادقہ کی تعبیر اس طرح صادق آگئی۔ مرشد کامل کی تلاش و جستجو کے لئے جب استخارہ کیا تو خواب دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ اچھا تم ٹھیرو میں حق تعالیٰ شانہٗ سے پوچھ کر آتا ہوں۔ چنانچہ یہ سارا حقیقت کا معائنہ خواب میں ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہیں۔ اور تشریف لاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جس شخصیت کو تم چاہتے ہو وہ نہیں ملے گی لیکن تمہیں صبر نہیں آئے گا جاؤ تلاش کرو چنانچہ ۱۹۰۶ء کے آخر میں یہ سفر

شروع ہوا۔ بنوں و سرہند ہوتے ہوئے دہلی کی بارگاہ سلطان الاولیاء اور اجمیر خواجہ چشتی کی بارگاہ سے گزرتے ہوئے شاہ جیلان کے دربار بغداد پہنچے اور ہر جگہ ہر مقام پر چلے اور اعتکاف و مراقبات و مکاشفات کا سلسلہ جاری رہا۔ مہینوں اس طرح بادیہ پیمائی کی اس درمیان عجیب و غریب واقعات حیرت انگیز بشارات پیش آتے رہے واپس آکر تمام ہندوستان کی بادیہ پیمائی کرکے ناسک (صوبہ بمبئی) کے جنگل میں شیروں اور چیتوں کے درمیان تکمیل ریاضات کے لئے ڈیرہ ڈال دیا ایک مرتبہ ۸ ماہ اور دوبارہ ۹ ماہ کی گوشہ نشینی اختیار کرکے چنوں اور پتوں پر گزارہ کیا۔

لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل　　　　کبھی بندہ بارگاہ ربوبیت میں عبادت کرتے
حتی کنتُ سمعہ الذی یسمع بی وبصرہ　　　　کرتے اسی مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ حق تعالیٰ
الذی یبصر بی الخ　　　　کے کان سے سنتا ہے۔ اور اسی کی آنکھ سے دیکھتا ہے

صحیح بخاری کی یہ حدیث پڑھی ضرور تھی لیکن اپنے زمانہ میں اس کا مصداق اپنے والد کو پایا، چنانچہ ان ریاضات و مجاہدات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام سے مالامال فرمایا قلب میں بے پناہ قوت ودیعت کردی گئی تھی شدید بارش کے وقت قلب کی طرف توجہ فرماتے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ایسا معلوم ہوتا کہ ایک مربع میل میں موسلا دھار بارش نہیں ہو رہی ہے کہ آفتاب کی شعاعوں کی تمازت جب ناقابل برداشت ہوتی قلب کی طرف توجہ فرماتے معلوم ہوتا کہ بادل سایہ فگن ہیں۔ شیروں اور چیتوں کی آوازوں سے جب جنگل گونجنے لگتا قلب کی توجہ کانوں کی طرف مبذول ہو جاتی اور ایسا محسوس ہوتا کہ کان کسی آواز کو نہیں سن رہے ہیں ان مجاہدات و ریاضات نے دل کی دنیا یکسر بدل کر رکھ دی تھی، علم و آگہی فکر و شعور کا ایک بحر بیکراں قلب میں موجزن تھا جب کسی مسئلہ پر غور شروع کرتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ میلوں طویل کاغذات سامنے پھیلے ہوتے ہیں اور ابتداء سے لے کر آخر تک ساری تحقیقات آنکھوں کے سامنے ہے، فرماتے تھے کہ ان دنوں ایسا محسوس ہوتا کہ اللہ رب العزت کا خاص فضل میرے شامل حال ہے۔ جو دعا قلب کی زبان سے نکلتی بارگاہ ایزدی سے خلعت قبول لیکر آتی۔ مسائل کے سلسلہ میں جو حق ہوتا وہی دل میں راسخ ہو جاتا غرض فطرت کی اس تربیت گاہ میں جو حالات و واردات پیش آئے قلم کو یارائے بیان نہیں۔

جب علم توجہ اور علم استحضار ارواح اسپرچولزم میں قدم رکھا تو روحانی قوت کے وہ کرشمے دیکھے اور عالم ارواح کے وہ عجائبات منکشف ہوئے کہ عقل حیرت میں ہے جب سلب امراض کا ارادہ کیا تو اس درجہ کمال حاصل ہوا کہ مجرد ارادہ مریض بالکل تندرست ہو کر بیٹھ جاتا تھا کہ جیسے کوئی مرض ہی نہیں۔ جب علم اسرار الحروف و عملیات و تعویذات کی وادی میں قدم رکھا تو اس فن کی ادق کتابیں "شمس المعارف" وغیرہ ازبر تھیں۔ طب کی طرف جب توجہ ہوئی تو افغانستان

ایسے محیرالعقول علاج کئے کہ جرمنی فرانس لندن وامریکہ سے مایوس العلاج مریض آتے اور ان کے علاج سے شفایاب ہوتے ــــــــــــــــ پہنچے ہوئے مریضوں کا علاج کیا اور حیرت انگیز مسیحائی دکھائی تجارت کا شوق ہوا تو چین سے سبز چائے اور جاپان سے مینا ری گری اور کٹلیری کا سامان منگوا کر پشاور شہر بازار گھنٹہ گھر میں ہول سیل کی دکان کرکے تاجروں کو پیچھے دھکیل دیا، ٹھیکیداری کا خیال ہوا تو کابل میں بڑے بڑے ٹھیکے لیے یہاں تک کہ امیر امان اللہ خان والی افغان کے لئے سب سے پہلے جس نے ہوائی جہاز خریدے وہ حضرت والا ہی تھے۔ جس کا پانچ لاکھ روپیہ آج بھی ہمارا قرض افغان گورنمنٹ کے ذمے باقی ہے جو امیر امان اللہ خان تخت سلطنت سے محروم ہونے کے بعد طوائف الملوکی کی نذر ہو گئے یہ واقعہ ۱۳۴۷ھ کا ہے

حیدرآباد دکن اور بہاول پور میں بڑے بڑے ٹھیکے لئے بہاول پور میں آج بھی متعدد نہروں کے پل ان کی یادگار ہیں زراعت کا شوق ہوا تو افغانستان کے مشرقی علاقے مقام گجہ خوگیانی ضلع جلال آباد میں جہاں حضرت والد ماجد کی ننہال سرداران محمدزئی آباد تھے زمین خریدکر اپنے ہاتھ سے انار بیدانہ کے شاخیں اور پودے لگائے جو بعد میں اس علاقے میں بیدانہ انار کا اعلیٰ ترین باغ شمار کیا گیا لیکن چھ ماہ کے اندر اندر سب کو ختم کرکے کابل میں اقامت گزین مجھ سے جب کبھی کچھ کمایا اور ہزاروں کمایا گھر آکر بیٹھ گئے دو چار ماہ میں سب مال و دولت ٹھکانے لگا دیا کسی کا مکان بنوا دیا کسی کی شادی کرادی جب سب کچھ خرچ ہوا دوبارہ فکر کرنے لگے الغرض اتنی انقلاب انگیز اور ہنگامہ خیز زندگی کسی کی نہ دیکھی نہ سنی اور کمال یہ ہے کہ ان کمالات میں سے کسی ایک کمال کو نہ پیشہ بنایا نہ ذریعہ معاش اور نہ کوئی اہمیت دی سیلاب آیا اور گذر گیا اکثر زندگی فقیرانہ گذاری لیکن مہمانداری اور مہمان نوازی زندگی کی سب سے بڑی خصوصیت تھی جو ورثہ میں ملی تھی ہزاروں لاکھوں کمائے لیکن میرے علم میں نہیں کہ کبھی زکوٰۃ واجب ہونے کا موقع آیا ہو ؎

قرار در کف آزدگان نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

بے شمار مخلوق خدا کے ساتھ احسانات کئے مگر کیا مجال کہ کبھی دل میں اس کا خطرہ بھی گذرا ہو یا زبان پر کبھی ذکر آیا ہو ان سب کمالات و کرامات میں سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ آپ نے اپنی ہستی کو ایسا مٹا کے چھوڑا کسی کو ان باتوں کی ہوا بھی نہ لگنے دی آخری زندگی میں کوئی معاش کا ذریعہ اختیار نہیں کیا سب چیزوں کو بالکلیہ ترک کر دیا اور یاد خدا میں مسلسل تیس برس گذار دیے اور حق تعالیٰ نے راقم الحروف کو خدمت کی سعادت نصیب فرمائی۔ ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون

اصحاب کمال کے بڑے قدردان تھے کسی کی بات پسند آجاتی اتنی داد دیتے کہ حیرت ہوتی تھی باوجودیکہ مزاج جلالی تھا لیکن ہر وقت خوش مزاج خوش طبع نظر آتے تھے جس مجلس میں موجود ہوں سکون و وقار کے ساتھ پوری مجلس کی رونق ان سے ہوتی تھی مزاج آخر تک علمی تھا اور علمی موشگافیوں کی بڑی قدردانی فرماتے تھے ابتدائی عہد تعلیم ہی کتابوں پر تعلیقات و حاشیہ نویسی کا شغل رہا میر ایساغوجی جدیدہ اور شرح جامی گلستاں بوستان پر ان کی تعلیقات دیکھ کر تعجب ہوتا ہے خط اتنا پاکیزہ کہ موتی ٹنکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ خوش نویس ایسے کہ بسا اوقات ان کے خطوط پر خصوصاً ابتدائی دور کے خطوط پر کسی ایرانی خوشنویس کا شبہ ہونے لگتا ہے حساب میں اتنی مہارت کہ حیرت ہوتی تھی حالانکہ تعلیم جدید مڈل سے زیادہ نہ تھی لیکن مہارت ایسی کہ آج کل کے ایم اے کو نہ ہو علمی شغلہ عرصہ سے متروک ہو چکا تھا لیکن معلومات تازہ ایک دفعہ ۱۳۵۲ھ میں دیوبند حضرت امام العصر مولانا انور شاہؒ کی زیارت کی غرض سے تشریف لائے ان دنوں حضرت شیخ مجھے اپنی کتاب "ضرب الخاتم علی حدوث العالم" پڑھاتے تھے درس میں بیٹھ گئے اور تقریر سنتے رہے اس وقت اتفاق سے علم کلام کا مسئلہ "خلق افعال عباد" جو مشکل ترین مسائل ہے زیر بحث آیا شیخ نے تقریر فرمائی اور مشکلات سلجھاتے رہے درمیان میں حضرت والد صاحب سوالات کرتے رہے حضرت شیخ جوابات دیتے رہے فراغت درس کے بعد حضرت شیخ نے دریافت فرمایا: حضرت! علمی مشغلہ کب سے متروک ہے؟ فرمایا پچیس برس ہوئے حضرت شیخ نے بہت تعجب سے سنا اور پھر مختلف مجالس میں بارہا فرمایا کہ ان کے والد کا علمی مشغلہ پچیس سال سے متروک ہے لیکن معلومات عمدہ اور تازہ، امام العصر جیسے علمی سمندر کی یہ داد کتنی وزنی ہے۔

امام غزالی و امام رازی کے عاشق تھے ابن تیمیہ و ابن القیم کی قدردان تھے اور ان کی تبحر علمی کی داد دیا کرتے تھے۔ شیخ ابن عربی شیخ اکبر کے انتہائی مدح سرا تھے مولانا روم کے مثنوی کی علمی مشکلات کی تمثیلات کے بیحد قدردان تھے اور کشف حقائق میں ان کو بے نظیر سمجھتے تھے۔

عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں عمدہ مصنف تھے "مطالع الانوار فی فضائل اہل بیت النبی المختار" عربی میں اور "ایضاح المشکلات" اردو میں جس میں وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ مشکلات تصوف اور مشکلات کلام پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں دو ضخیم جلدوں میں تحریر فرمائی اپنے خوابوں کو جمع کیا ہے "المبشرات" نام رکھا اور تعلیقات میں ان کی تعبیرات "عبیر المسرات" کے نام سے لکھی ہیں معدح ونفس کا مقالہ مجلس علمی نے طبع کرا دیا ہے فرماتے تھے کہ مجھے صرف تین چیزوں سے محبت ہے (۱) اللہ تعالیٰ سے (۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (۳) اپنی خوابوں سے یہ فرماتے تھے کہ خوابوں سے اس لئے ہے کہ ان میں حق تعالیٰ کا دیدار یا ان کا کلام ہے اور یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا دیدار ہے۔ فرماتے تھے اگر شرعاً جائز ہوتا تو میں اپنے ان خوابوں کو اپنے ساتھ قبر میں دفن کرنے کا حکم دیتا پھر مجھے ان کی حفاظت کی انتہائی وصیت فرمائی۔ الغرض دنیا میں نہ کسی کمال کو چھوڑا نہ کسی چیز کو چھوڑا اور سب سے بڑا کمال یہ کہ کسی کمال کو کمال نہ سمجھا نہ دل اس میں لگایا البتہ فرمایا کرتے تھے کہ جو احسانات حق تعالیٰ نے مجھ پر کئے وہ اس دور میں کسی پر کئے ہیں وہ بہت سے ادوار ہیں۔ سچ عربی شاعر نے کہا ہے ؎ :

أتزعم انك جرم صغير	وفيك انطوى العالم الاكبر

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم چھوٹے سے جسم ہو حالانکہ تم میں تمام عالم اکبر سمٹ گیا ہے

کوئی اور عربی شاعر یوں گویا ہوا :-

ليس على الله بمستنكر	ان يجمع العالم في واحد

حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی بعید نہیں کہ تمام عالم کو کسی ایک فرد واحد میں جمع کر لے

امام بخاری سے خواب میں پوری صحیح بخاری پڑھ کر اجازت لی اور حافظ بدر الدین عینی سے عمدۃ القاری کی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے فتح الباری پڑھ کر اجازت لی ہے ایک دفعہ افغانستان میں امیر نصر اللہ خان نائب السلطنۃ کا مال کا تر کہ فروخت ہو رہا تھا اس میں حضرت والا نے ایک سمور کے پوستین کو ۱۲ ہزار افغانی روپیہ سے خریدا مساوی ۱۰ ہزار روپیہ (ضرب برطانوی) رات کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ محبت آمیز لہجہ میں عتاب فرمایا کہ جب تمہارے پاس دولت ہوتی ہے تو ایسا اسراف کرتے ہو کہ ہزاروں کا پوستین خریدتے تھے ایک شخص آئے گا تمہارے پیٹ میں چاقو مار کر تمہاری آنتیں نکالے گا۔ اور صاف دھو کر پھر رکھ دیگا اور سینہ سی دیگا یہ شخص نورانی ہوگا اور اس کا چاقو بھی نورانی ہوگا ایک دفعہ ایک بلی پال رکھی تھی اس نے جگہ ناپاک کی اس کو مارا گھر سے نکال دیا رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عتاب فرمایا کہ تم نے کیوں بلی کو مارا کیا وہ عقل و شعور رکھتی ہے خبردار دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ صبح جا کر بلی کو تلاش کیا اور گھر لائے۔ پچھ دس میں ایک نادار نے پانچ روپیہ قرض مانگا اتفاق سے قرض دینے سے انکار کیا شب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عتاب فرمایا کہ تم نے سائل کو کیوں روپے نہیں دیئے جا کر اس کے گھر پہنچا دو غرض اس طرح عجیب و غریب روحانی تربیت و عظیم ترین تعلق کا سلسلہ قائم تھا کتنے بشارات ایسے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے انتہائی محبت اور وہ تعلق تھا جس کی نظیر عالم میں کم ملے گی خواب دیکھا بیمار ہو گئے تھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکریا : جب تم بیمار ہوتے ہو تو میں بھی بیمار ہوتا ہوں جب تمہارے سر میں درد ہو تو میرے سر میں بھی درد ہوتا ہے اس قسم کے حیرت انگیز منامات اور مبشرات کتنے ہیں ! وسوسہ دل میں آیا کہ سکرات موت میں کیا حالت ہوگی شیطان بہت پریشان کرے گا۔

فرمایا کہ جہاں میں ہوں شیطان کا کیا کام! آخر چند دن حیات کے باقی تھے میں حسب معمول اذان فجر سے کچھ قبل یا بوقت اذان ملت کی حالت معلوم کرنے پہنچا تھا۔ فرمایا آگئے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں فرمایا آج حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی پادشاہ خاں دخادم خصوصی جو آخری وقت شب و روز خدمت کرتا تھا اور بے انتہا راحت پہنچاتا تھا) کو فرمایا اے بادشاہ خان جو خدمت تم کر رہے ہو میں بھی کرتا ہوں۔ سبحان اللہ کیا مقام تھا! حق تعالیٰ کی زیارت کا شرف تو بیشمار مرتبہ حاصل ہوا ایک دفعہ جب دیدار پرانوار کی سعادت نصیب ہوئی حق جل ذکرہ نے فرمایا، زکریا؛ تمہاری مثال میرے سامنے ایسی ہے جیسے کہ ایک ماں کے گود میں دو تین دن کا بچہ ہو بچہ نہیں جانتا کہ ماں اس کے ساتھ کیا کیا کر رہی ہے ان ہی ایام میں خواب دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی وابی سے کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا کہ حق تعالیٰ کرسی پر جلوہ گر ہیں اور میں ان کا طواف کر رہا ہوں جب یہ بیان شروع کیا وہی صورت حالت سامنے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب کی تعبیر دے رہے ہیں مجھے تو معلوم نہیں کہ آج تک کبھی کسی نے اس انداز کے بشرات کی سعادت عظمیٰ حاصل کی ہو۔

بچپن سے دادی اور پھوپھی سے سنا کرتا تھا کہ تمہارے والد کی عمر سو سال ہوگی جبکہ راقم الحروف کی عمر پانچ برس کی تھی یعنی اب سے ٹھیک ۶۵ برس قبل گھر میں سنتا تھا ایک دفعہ خود بھی فرمایا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ مریم نے ایک دفعہ جب اس پر حالت طاری ہوئی میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ زکریا تمہاری عمر سو سال ہے سو سال۔ وہ صاحب خوارق و کرامات تھی واردات و احوال غریبہ طاری ہوتے تھے اس حالت میں جو بات کہتی تھی یقینی ہوتی تھی۔ بچپن سے دونوں بھائی بہن کا آپس میں خونی رابطہ سے زیادہ روحانی رابطہ تھا مکاشفات و واردات میں جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی ایک دوسرے کے لئے سفارش کرتے تھے اُن کا معاملہ فطری تھا بغیر سابقہ ریاضات کے حالات طاری ہوتے تھے والد صاحب کا معاملہ ریاضات کے بعد شروع ہوا دوسری بڑی ہمشیرہ یعنی میری عمہ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دفعہ شب قدر نصیب ہوئی اور اس کا علم بھی ہوا کہ شب قدر ہے اٹھیں وضو کیا نماز پڑھی سب سے پہلے دعا اپنے بھائی کے لئے کی کہ ان کی عمر سو سال ہو یہ باتیں میں سُن چکا تھا بہرحال اس انقلاب آفرین زندگی کے تمام نشیب و فراز دیکھ کر آخری حیات طیبہ یاد خدا میں بسر کی اور ٹھیک سو سال اپنی حیرت انگیز زندگی کے پورے کر کے اپنی جان کو جان آفرین کے سپرد کر گئے مسکراتے ہوئے نور کے شعلوں میں واصل بحق ہوئے بلاشبہ یہ صدمہ میری زندگی میں عظیم ترین صدمہ ہے جب سید البشر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی سے بڑھ کر استقامت و صبر کا پہاڑ مادر گیتی نے نہیں دیکھا نہ کبھی دیکھیگا سیدنا ابراہیم علیہ السلام جگر گوشہ کی وفات پر یوں نغمہ سرا ہیں: العین تدمع والقلب یحزن وانا بفراقک یا ابراہیم

لمحزونون حضرات صحابہ کرام کی حالت جو صبر واستقامت کے پہاڑ تھے حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت کیا کیا کیفیتیں طاری ہوئی تھیں۔ اے اللہ ہم تو ضعیف وناتواں ہیں ہمیں صبر عطا فرما اور اے اللہ اس حادثہ جانکاہ اور روح فرسا میں ہماری اعانت فرما کر احسان فرما۔

اور اے اللہ میرے والد محترم کے مرقد مبارک کو روضۃ من ریاض الجنۃ بنا اور ان کی روح پاک کو اعلیٰ علیین میں پہنچا کر اکرام واعزاز فرما۔ اور اے اللہ ان کا مسکن وماویٰ جنت الفردوس کو بنا اور اے اللہ ان سے وہ معاملہ فرما جو تیری شان ارحم الراحمین کے شایان شان ہو اور اے اللہ آپ کا معاملہ جو محبوبان بارگاہ قدس سے ہے اور جو مقربین بارگاہ قدس سے ہے وہ معاملہ فرما۔ اے اللہ جس طرح آپ نے اپنی ذات سے اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا میں جو نسبت ان کو عطا فرمائی تھی آخرت میں اسی کے شایان شان رفع درجات وعلو مقامات نصیب فرما جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

اور اے اللہ جس طرح ان کا آپ پر حسن ظن تھا اس کے مطابق معاملہ فرما۔ اور اے اللہ جس چیز کو ہم نہ جانتے ہیں اور نہ اسے اپنی جہل سے مانگ سکتے ہیں ان کو وہ نعمتیں نصیب فرما کر سرفراز فرما۔

اور اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں ان کی حیات طیبہ میں دعوات کریمہ اور علم نافع کی برکات سے سرفراز فرمایا تھا ان کے بعد ان کی روح پر فتوح کی برکات سے مالا مال فرما کر سرفراز فرما تیری رحمت بہت وسیع ہے اور تیری قدرت بہت محیط ہے اور اے اللہ پشاور سے لے کر کراچی تک اور کراچی سے لے کر افریقہ تک اور افریقہ سے لے کر لندن ویورپ تک جن مخلصین ومحبین نے ایصال ثواب کر کے احسان فرمایا ہے اور جو محبین ایصال ثواب فرما رہے ہیں ان سب کو اجر عظیم عطا فرما کر احسان فرما اور جیسے بیشمار تعزیت کے ٹیلیگرام وبے شمار خطوط تعزیت آئے ہیں ان سب حضرات کو رفع درجات فرما۔ اور اے اللہ ہمارے قلب حزیں اور پسماندگان کے قلوب محزونہ کو صبر وسکون عطا فرما کر احسان عظیم فرما فالعیون دامعۃ والقلوب فاجعۃ ونحن بفراقہ لمحزونون ولا نقول الا ما یرضی بہ ربنا تبارک وتعالیٰ ھذا!

وصلی اللہ علی خیر البشر اصبر من جاء ومن غیر حب القبر الا طہر الانور ومن تسکن قلوب المحبین بحبہ وبذکرہ وبذکرہ حصلا ذکر وخطر

نامناسب نہ ہوگا کہ اگر ان خطوط تعزیت میں سے دو تعزیت نامے شائع کروں ایک تعزیت نامہ برادرم محترم مولانا محمد اشرف صاحب صدر شعبہ عربی اسلامیہ کالج کا ہے۔ دوسرا تعزیت نامہ برادر محترم مولانا عبد القدوس صاحب قاسمی کا جو شعبہ اسلامیات کے سابق صدر پشاور یونیورسٹی کے ہیں وجزاھما اللہ خیرا بحسن عزائھما

یہ ہے وہ پورا مضمون جو مولانا بنوری صاحب نے اپنے والدِ محترم کی وفات پر لکھا تھا۔
اس مضمون کی پہلی بات جس کی وضاحت ہونی چاہیے یہ عبارت ہے کہ:

> والدِ ماجد کیا تھے ایک گمنام ہستی جس نے ایک عالَم اپنے اندر سمیٹ رکھا تھا، شقیق بلخی، ابراہیم ادھم، بایزید بُسطامی، سَرّی سقطی، معروف کرخی، جُنید بغدادی کے احوال اور مواجید تو دُنیا نے پڑھے ہیں لیکن اس فقیرِ بےنوا کی کس کو خبر؟

میرا خیال ہے کہ آپ ان بزرگوں کے متعلق جن کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے ضرور معلوم کرنا چاہیں گے کہ یہ حضرات کون اور کیا تھے۔ کوشش کروں گا کہ مشہور حضرات کی کتابوں کے حوالوں سے اُن کی شخصیات پر روشنی ڈالوں۔

حضرت ابراہیم ادہم

آپ کا پورا نام ابواسحٰق ابراہیم بن ادہم بن منصور تھا حضرت علی ہجویری صاحبِ کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ آپ خضر علیہ السلام سے بیعت تھے اور شروع میں بلخ کے امیر تھے۔ ایک دن شکار کو گئے اور ایک ہرن کے پیچھے لگ کر لشکر سے بچھڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہرن کو قوتِ گویائی عطا فرمائی۔ اُس نے بزبانِ فصیح آپ کو مخاطب کیا اور کہا۔ اَلِھٰذا خُلِقْتَ اَدبِھٰذا اُمِرْتَ یعنی کیا تم اسی لئے پیدا کئے گئے ہو، یا کیا اسی کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ یہ سنتے ہی دل میں خیال آیا اور توبہ فرما کر سب سے ہاتھ اُٹھا لیا اور زہد و ورع کے پابند ہو گئے آپ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ جب میں جنگل میں گیا تو ایک ضعیف العمر بزرگ صورت ملا وہ مجھ سے کہنے لگا اے ابراہیم تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون سی جگہ ہے تم بغیر

زاد و راحلہ کے جا رہے ہو۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ضعیف العمر بزرگ نہیں بلکہ شیطان ہے
میری جیب میں چار درم نقری پڑے ہوئے تھے جو میں نے کوفہ میں زنبیل بیچ کر جیب
میں ڈال لئے تھے۔ ....
میں نے انہیں نکال کر پھینک دیا اور عہد کیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت نفل پڑھوں گا
چار سال متواتر صحرا نوردی میں رہا۔ میرا رازقِ مطلق بلا کسی تکلیف کے مجھے روزی پہنچاتا
رہا۔ اسی اثنار میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ اُن کے فیضِ صحبت میں مَیں نے
اُن سے اللہ کا نام سیکھا۔ بس اس کے بعد میرا دل ماسواء اللہ سے قطعاً فارغ ہو گیا۔

(فوٹو: کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۱ مصنفہ علی ہجویری صاحب المعروف بہ داتا گنج بخش)

یہ تو صاحبِ کشف المحجوب کا بیان ہے۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری صاحب نے اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی صاحب کے ملفوظات پر مشتمل جو کتاب "انیس الارواح" مرتب فرمائی ہے اس میں ابراہیم ادہم صاحب کے زہد و ورع کا وہ حال لکھا ہے کہ عقل حیران و ششدر ہے۔

فرمایا کہ ایک وقت حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ راستہ میں چلے
جاتے تھے کہ آواز نوحہ کی ایک طرف سے آئی فوراً رانگ گرم کر کے اپنے کانوں میں ڈال لیا
اور بہرے ہو گئے۔

(فوٹو: انیس الارواح صفحہ ۳۱ ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری)

یہ واقعات لکھے ہوئے موجود ہیں اب اگر کسی کو یہ وسوسہ ستائے کہ ہرن فصیح عربی کیسے بولنے لگا۔ اور جنگل میں ہر میل طے کرنے پر چار سو رکعات نماز کیوں؟ یا یہ مسلسل صحرا نوردی کیسی؟ نبی ﷺ نے تو اس کی تعلیم نہیں دی۔ اور اس ساری مدت میں بغیر کسی سبب کے رزق کا مہیا ہو جانا عجیب بات ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات اور بیعت کیسی اور وہ کون سا اللہ کا نام ہے کہ جس کے سیکھ لینے کے بعد ماسواء اللہ سے دل فارغ ہو جاتا ہے۔ یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابی عبد اللہ بن عمرؓ نے تو گانے بجانے کے موقعوں پر کانوں میں انگلیاں دے لینے پر ہی اکتفاء کی تھی یہ گرم رانگ ڈال

کر بہرا ہو جانا کیا معنی؟ کیا یہ اللہ کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت کے ساتھ ظلم نہیں ہے؟ اور کیا اللہ اور اُسکے رسول علیہ ﷺ نے ایسے ظلم سے منع نہیں کیا ہے؟ تو بھائی میں اس کا کیا جواب دوں اور اگر کچھ جواب دینے کی کوشش بھی کروں تو اسکے بعد جو اس سے بھی زیادہ عجیب بات آرہی ہے اُس کو کیا کروں گا۔ بہر حال ایسی بزرگی کے حاملین کو اولیاء اللہ کی صف میں کھڑا کرنا سخت مشکل نظر آتا ہے اُن کے لئے تو کوئی اور ہی مقام ہونا چاہیے جو خدائی کے مقام کے ہم پلّہ ہو۔

اسی کتاب میں خواجہ معین الدین صاحب چشتی لکھتے ہیں کہ خواجہ عثمان ہارونی نے

فرمایا کہ جس روز حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم بلخی رحمہ اللہ حکومت اور سلطنت سے تائب ہوئے تو جس قدر غلام تھے سب کو اپنے روبرو آزاد کیا اور بارادۂ حج خانہ کعبہ کی راہ لی اور فرمایا کہ حج کو ہر شخص پیروں کے بل جاتا ہے مجکو چاہیے کہ سر کے بل اس راہ کو طے کروں چنانچہ وقت سفر حج جو قدم کہ رکھتے ایک دوگانہ نفل شکرانہ ادا فرماتے یہے حتی کہ چودہ برس کی مدت مین بلخ سے خانہ کعبہ تک پہونچے تو اُس مقام پر خانہ کعبہ کو نہ پایا نہایت متحیر ہوئے اسی حال مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے ابراہیم ٹھیرو اور صبر کرو کہ خانہ کعبہ ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے ابھی آیا جاتا ہے خواجہ یہ آواز سُن کر متحیر ہوئے اور عرض کیا کہ الٰہی وہ ضعیفہ کون ہین حکم ہوا کہ جنگل مین ایک ضعیفہ ہے خواجہ علیہ الرحمۃ روانہ ہوئے تا کہ اُن ضعیفہ کی زیارت سے مشرف ہوں جب جنگل مین پہونچے تو حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کو دیکھا اور دیکھا کہ خانہ کعبہ اُن کے گرد طواف کر رہا ہے حضرت ابراہیم ابن ادہم علیہ الرحمۃ کو غیرت معلوم ہوئی اور حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کو پکارا اور کہا کہ یہ کیا شور تم نے ڈالا ہے رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ شور مین نے نہین اُٹھایا ہے یہ شور تم نے جہان مین برپا کیا ہے کہ چلتے چلتے چودہ برس مین خانہ کعبہ تک پہونچے اور پھر بھی اُس کو آرزو کے ساتھ نہ پایا جب حضرت ابراہیم ادہم نے یہ سنا فرمایا کہ اے رابعہ رح تم کو آرزو خانہ کعبہ کی تھی سو تمہارے پاس موجود ہوگیا اور ہم کو آرزوئے ملاقات صاحب خانہ کی ہے لہذا وہ ہم سے محجوب کیا گیا

(فوٹو انیس الارواح صفحہ ۱۸، ۱۷۔ ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی مرتبہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری)

اس عظیم الشان واقعہ سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے ابراہیم ادہم صاحب اور رابعہ بصری صاحبہ جیسے بزرگ کس عظیم الشان بڑائی کے مالک تھے وہاں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ خواجہ ابراہیم ادہم کو بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح ندائے غیب سے نوازا گیا اور کیوں نہ ایسا کیا جاتا جبکہ وہ ۱۴ سال میں ہر ہر قدم پر دو رکعت نفل شکرانہ پڑھتے ہوئے خانۂ کعبہ تک پہنچے تھے۔ پھر خانۂ کعبہ کا وہاں موجود نہ ہونا اور آواز کا آنا کہ کعبہ جنگل میں ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے ابھی آیا چاہتا ہے صبر کرو، پھر آپ کا کعبہ کی تلاش میں جنگل میں جا کر دیکھنا کہ خانۂ کعبہ رابعہ بصری کے گرد طواف کر رہا ہے، غیرت کا آنا اور رابعہ بصری کو پکار کر کہنا کہ یہ کیا شور تم نے ڈال رکھا ہے، اس کے جواب میں رابعہ بصری کی ان پر فضیلت اور غیب دانی کہ ابراہیم ادھم کی ۱۴ سال کی ریاضت اور انجام کار ان کی ناکامی کا راز اُسی وقت فاش فرما دیا۔ ہاں، یہ بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خواتین کا اکیلے جنگل میں کیا کام؟ اور یہ کہ کیا یہ ولیہ پردہ نہیں کرتی تھیں؟ چاہے اس کا جواب میرے پاس ہو مگر اس واقعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ خانۂ کعبہ ایک جامد چیز نہیں ہے۔ یہ اور بات کہ کسی اپنی مصلحت کی بناء پر وہ صلح حدیبیہ کے موقع پر چند میل آگے بڑھ کر "حدیبیہ" تک نہ آیا ورنہ نبی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو عمرہ سے محروم واپس مدینہ لوٹنا نہ پڑتا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء صاحب کے ملفوظات المسمّٰی "بفوائد الفواد" میں بھی حضرت ابراہیم ادہم کی ایک بہت بڑی بزرگی کا ذکر ہے۔

دوشنبہ ۲۹ ماہ ذی الحجہ ٧٠٨ھ

دولت پابوسی حاصل ہوئی مناقب و مراتب ابراہیم ادہمؒ کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ نو برس تک غار میں رہے اور اُس غار میں ایک چشمہ بھی جاری تھا آپ اُس چشمہ پر مقیم تھے اور خدا کی بندگی کیا کرتے تھے ایک رات ایسی سردی پائی کہ ہلاک ہونے کا خوف ہو گیا کہ ناگاہ اُس تاریکی میں ایک پوستین پر ہاتھ جا پڑا آپنے اُسے اوپر ڈال لیا ذرا گرما گئے جب دن ہوا تو وہ پوستین آپنے اُتار دیا جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اژدھا تھا آنکھیں کھولے ہوئے سر ہلا رہا تھا آپ بہت متحیر ہوئے کہ اتنے میں ایک آواز سنی نَجَّیْنَاکَ مِنَ التَّلَفِ بِالتَّلَفِ

یعنی ہمنے تجھے تلف کرنے والی شے یعنی (سرما) سے اُس تلف کرنے والی شے یعنی (آزدم) کے ساتھ نجات دیدی۔

(فوٹو: صفحہ ۱۵۴ فوائد الفواد ملفوظات نظام الدین اولیاء صاحب مرتبہ خواجہ حسن دہلوی۔ ترجمہ بریاں اور صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰۔ ترجمہ پروفیسر محمد سرور)

حضرت بایزید بُسطامی

آپ کا پورا نام ابو یزید طیفور بن عیسیٰ بُسطامی تھا آپ نے ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ خواجہ جنید بغدادی اُن کے بارے میں فرماتے تھے کہ ''ابو یزید مِنّا بمنزلة جبرئیل فی الملائکة'' یعنی بایزید بسطامی ہم میں ایسے معظم ہیں جیسے جبرئیل امین ملائکہ میں۔

یہی وہ حضرت ہیں جو اس قدر بزرگ ہوگئے تھے کہ فرماتے تھے:۔

"سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی" میں پاک ذات ہوں میری بلندیٔ شان کا کیا پوچھنا۔

علی ہجویری صاحب یہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ کہنا اُن کی گفتار کا نشانہ ہے اور در حقیقت یہ کہنے والا حق تعالیٰ ہی پردۂ عبد میں ہے۔ (کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۴۴۳)

اللہ اللہ فنا فی اللہ کی کیا انتہاء ہے۔ آپ کا یہ قول بھی ہے کہ

خُضتُ بحراً ووقف الانبیاء بسَاحِله یعنی میں نے تو بحر (معرفت) میں غوطہ لگا لیا اور انبیاء اُس کے ساحل پر کھڑے رہے۔ اور مُلکی اعظم مُن ملک اللّٰه ۔ میری بادشاہی خدا کی بادشاہی سے عظیم ہے۔ یہ بھی کہ مافی جُبّتیِ اِلا اللّٰه ۔ میرے جُبّہ میں اللہ کے علاوہ کچھ نہیں اور

لوائی اَرفعُ من لواءِ محمّد (میرا جھنڈا محمدؐ کے جھنڈے سے بلند ہے)

اسی بزرگی کی وجہ سے امیر بلخ کی بیٹی اور حضرت احمد بن خضرویہ کی بیوی جو بہت بڑی ولیہ تھیں، جب حضرت بایزید بُسطامی کی زیارت کو آئیں تو انہوں نے اپنا نقاب ہٹا دیا اور حضرت کے ساتھ بے حجابانہ گفتگو شروع کردی۔

حتیٰ کہ ایک بار حضرت احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ کو حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا۔ حضرت فاطمہ بھی حضرت بایزید کے دربار میں ہمراہ حاضر آئیں۔ جب حضرت بایزید کے سامنے دونوں آگئے حضرت فاطمہ نے نقاب ہٹادیا۔ اور حضرت بایزید کے ساتھ بے حجابانہ گفتگو شروع کر دی۔ حضرت احمد خضرویہ کو اُن کی اس حرکت پر تعجب ہوا اور غیرت زوجیت آپ پر مستولی ہوئی۔ فرمانے لگے فاطمہ جس بے حجابی سے تم بایزید کے سامنے باتیں کر رہی ہو اس کی وجہ مجھے بھی معلوم ہونی چاہیے۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا۔ احمد تم محرم طبیعت ہو۔ اور بایزید محرم طریقت۔ تمہارے ذریعہ میری آتش حرص وہوا کا علاج ہوتا ہے اور اُن کے ذریعہ خدا رسی ہوتی ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ بایزید مجھ سے بے نیاز ہے اور تم میرے محتاج ہو۔

غرضکہ حضرت فاطمہ ہمیشہ حضرت بایزید کے سامنے بے حجاب رہتیں اور نہایت بے تکلفی سے کلام فرماتیں۔

ایک روز حضرت بایزید کی نظر حضرت فاطمہ کے ہاتھ پر پڑی۔ دیکھا مہندی لگی ہوئی ہے فرمایا فاطمہ! ہاتھوں میں مہندی لگا رکھی ہے۔ آپنے فرمایا بایزید اُبتک کہ تمہاری نظر میرے ہاتھ پر نہ پڑی تھی۔ میرا آپ کے ساتھ رابطہ بے حجاب تھا۔ اب جبکہ تمہاری نظر مجھ پر پڑنے لگی۔ اب آپ سے بیحجابی حرام ہے۔ بس اسی روز واپس ہوگئیں اور نیشاپور تشریف لا کر قیام فرمایا۔

(فوٹو: کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۲۵۵، ۲۵۶ مصنفہ علی ہجویری صاحب المعروف بہ داتا گنج بخش)

یہ واقعہ صاف بتا رہا ہے کہ آپ پر ایسے اوقات بھی آتے تھے جب آپ کے اوپر سے اور آپ کے وابستگان کے اوپر سے پردے کے شرعی احکام اُٹھ جایا کرتے تھے اور جب آپ احاطہ بشریت میں واپس آجاتے تھے تو وہ احکام بھی واپس آجاتے تھے یہی وہ بزرگی ہے جس کی وجہ سے علی ہجویری صاحب لکھتے ہیں:

اور مجھے بھی (یعنی حضرت علی بن عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ کو) ایک دفعہ ایسا واقعہ گذرا میں نے

اس امید پر بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ واقعہ حل ہو۔ مگر حل نہ ہوا۔ اور ایک دفعہ اس سے
بھی قبل ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ تو میں مزار حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ کا اس وقت تک مجاور
بنا رہا۔ جبتک وہ حل نہ ہوا۔ آخر حل ہو گیا۔
اس دفعہ بھی وہاں کا قصد کیا۔ اور تین بار مزار پاک کی مجاورت کی تا کہ حل ہو مگر نہ
ہوا۔ ہر روز تین بار غسل کئے تیس بار وضو کئے اور امید کشف میں رہا۔ مگر بالکل انکشاف
نہ ہوا۔ آخر اٹھا اور خراسان کا سفر اختیار کیا۔

(فوٹو: کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۱۷۱ مصنفہ حضرت علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش)

یہ واقعہ آپ کی ذات ہی کی نہیں بلکہ آپ کے مزار کی بزرگی کی بھی روشن دلیل ہے کیونکہ علی ہجویری صاحب کو "حلِ مشکل" کے لئے نبی ﷺ کی نہی کے علی الرغم اُن کے مزار کی مجاورت کرنا پڑی اور پہلی مرتبہ اُن کو کامیابی بھی حاصل ہوئی اور عقدہ حل ہو گیا۔ اس واقعہ میں قبر پرستی کی بیماری کی نشان دہی کرنے کی کوشش مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ معاملہ عوام کا معاملہ نہیں ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کے عشق و محبت الٰہی کے غلبہ کا یہ واقعہ سُننے کے لائق ہے اس واقعہ کو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری صاحب کی زبان سے سُنیئے:

اسکے بعد عشق میں گفتگو ہونے لگی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا
کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہے پس جو کچھ اُس آتشکدہ (بھٹی) میں پڑتا ہے جلکر خاک اور نابود ہو جاتا ہے کسواسطے کہ
کوئی آگ عشق و محبت کی آگ سے بڑھکر نہیں ہے اسکے بعد فرمایا کہ ایک وقت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ مقام قرب میں
تشریف لیگئے ہاتف نے آواز دی کہ اے بایزید آج ہماری خواستگاری اور ہماری بخشش و عطا کا وقت ہے مانگو کیا مانگتے ہو میں
تم کو دونگا خواجہ نے فوراً سجدہ میں سر جھکایا اور کہا کہ بندہ کو خواستگاری سے کیا کام بادشاہ کی بخشش و انعام و اکرام
جسقدر ہو بندہ اُس میں راضی ہے پھر آواز آئی کہ اے بایزید ہم نے تجھکو آخرت کی خوبی اور رستگاری عطا کی۔ بایزید
نے عرض کیا کہ الٰہی آخرت تو دوستوں کا بندی خانہ ہے پھر آواز آئی کہ اے بایزید اچھا ہم نے بہشت اور دوزخ
اور عرش اور کرسی جو کچھ ہماری مملکت ہے تجکو دی۔ عرض کیا خیر پھر ندا آئی کہ اچھا تمہارا کیا مطلب ہے کچھ مانگو
تو ہم دیں عرض کیا کہ الٰہی جو میرا مطلب ہے وہ تو خود جانتا ہے آواز آئی کہ اے بایزید تو ہم کو ہمسے مانگتا ہے اگر ہم

مجھکو تجھسے مانگین تو تو کیا کریگا۔ جیسے ہی یہ آواز آئی خواجہ نے قسم کھاکر عرض کی کہ قسم ہے تیرے عزت او جلال کی اگر تو مجھکو کل قیامت مین طلب کریگا اور آتش دوزخ کے سامنے کھڑا کریگا تو حاضر ہونگا اور کھڑا ہوکر ایسی آہ سرد کھینچونگا کہ دوزخ کی حرارت زائل ہوجائیگی حتی کہ کچھ نہ رہیگی کیونکہ آتش محبت کے سامنے اُسکی کیا اصل ہے جب بایزید نے یہ فرمایا ندا آئی کہ اے بایزید ہرچہ جستی یافتی۔ (یعنی جس چیز کی تجھ کو تلاش تھی تو نے پالی)

(فوٹو: صفحہ ۹۷ ترجمہ دلیل العارفین، ملفوظات خواجہ معین الدین چشتی مرتبہ خواجہ بختیار کاکی)

ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں یہ خیال آئے کہ عرش و کرسی کا دیا جانا کوئی شاعرانہ قسم کی بات ہے جیسے

ع یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تو ایسے خیالات کو دل سے نکال دیجئے کیونکہ یہ اُن مقاماتِ قرب و محبت کا معاملہ ہے جہاں خالق و مخلوق کے درمیان فرق باقی نہیں رہتا اور ایک ذات مرکب وجود میں آتی ہے یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ بندہ جو چاہے سو کر سکتا ہے ایک آہِ سرد سے آتش دوزخ کو ٹھنڈا کر دینا کیا بڑی بات ہے یہ ''فنافی اللہ'' کا وہ مقام ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ عارفوں کے لئے ایک مرتبہ ہے کہ جب عارف اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو تمام جہان کو اور جو کچھ کہ تمام جہان میں ہے سب کو درمیان شگاف دو اُنگلیوں کے دیکھتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کے متعلق حکایت بیان کرتے ہوئے حضرت معین الدین چشتی نے فرمایا:

پیر خواجہ

بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مقام پر فرمایا کہ مین تون خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہا جب مجکو قرب حضوری عطا کی گئی اُس وقت خود خانہ کعبہ نے میری گرد طواف کیا پھر یہ فرمایا کہ حالت عاشقی مین ایک رات مین شدّت اضطراب و قلق کے سبب اپنے دل کا اطمینان چاہتا تھا اور اُسکے لیے دعا کرتا تھا صبح کے وقت ندا آئی کہ اے بایزید ہمارے سوا اور چیز کی خواہش کرتا ہے۔ اور دل مانگتا ہی دل سے تجھکو کیا کام۔ اسکے بعد اسی محل مین فرمایا کہ عارف وہ شخص ہے کہ جہان کہین رہے جو چیز چاہے وہ اُسکے آگے حاضر ہو اور جس سے کچھ کلام کرے وہ اُس کو جواب دے۔ لیکن ان عارفون کے مسلک مین وہ شخص عارف نہین ہے کہ کسی چیز کے درپے

اور طالب ہوا۔ اسکے بعد فرمایا کہ عارفون کے لیے ایک مرتبہ ہے کہ جب عارف اُس مرتبہ مین پہنچتا ہی تو تمام جہان کو اور جو کچھ کہ تمام جہان مین ہے سب کو درمیان ثنگات دو اُنگلیون کے دیکھتا ہے۔ چنانچہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپنے طریقت مین اپنا سلوک کہان تک پہنچایا ہی فرمایا کہ مین نے دو جہان تک اپنا سلوک پہنچایا ہے کہ جب مین اپنی دو اُنگلیون کے درمیان نظر کرتا ہون تو تمام دنیا و مافیہا کو اُسمین دیکھتا ہون

(فوٹو: صفحہ ۹۹، ۱۰۰ ترجمہ دلیل العارفین ملفوظات معین الدین چشتی مرتبہ بختیار کاکی)

آپ کی وفات کا واقعہ خواجہ نظام الدین اولیاء ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

پھر آپ نے اسکے مطابق یہ حکایت فرمائی کہ ایکدفعہ شیخ علی کی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب مین دیکھا کہ عرش اُٹھائے لیے چلا جا رہا ہون جب صبح ہوئی تو جی مین خیال کیا کہ مین یہ خواب کسکے سامنے بیان کرون جو تعبیر پاؤن۔ پھر جی مین کہا کہ بایزید بسطامی رح سے چل کے دریافت کر۔ اسی فکر مین جب گھر سے باہر نکلا دیکھا تو بسطام مین ایک شور برپا تھا اور خلق رو رہی تھی مین حیران ہو کر کھڑا ہو گیا پوچھا کیا حال ہے کہا خواجہ بایزید علیہ الرحمۃ نے انتقال کیا شیخ علی رح نے سنتے ہی ایک نعرہ مارا اور زمین پر گر پڑے۔ پھر نعرہ مارتے ہوئے بایزید کے جنازہ کے پاس تک پہونچے مگر خلق کے اژدحام سے وہانتک پہونچ نہین سکتے تھے مگر شیخ علی ہزار حیلہ و دشواری سے جنازہ تک آئے اور کندھا دیا۔ بایزید رح نے آواز دی کہ اے علی جو تو نے خواب دیکھا تھا اُسکی یہی تعبیر ہے یہی جنازہ بایزید عرش خدا ہے کہ جو سر پر لیے جا رہا ہے۔

(فوٹو: صفحہ ۲۱۵ ترجمہ راحت القلوب ملفوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر مرتبہ نظام الدین اولیاء)

آپ شاید تعجب فرمائیں کہ بایزید بُسطامی نے مرنے کے بعد کیسے شیخ علی مکّی سے گفتگو کی اور یہ بات آپ شاید ماننے پر کبھی تیار نہ ہوں اس لئے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ تھوڑا صبر کریں۔ آگے کے مضمون میں انشاء اللہ اس بات کی اصل سامنے آجائے گی اور پھر آپ کی ساری پریشانیوں کا حل نکل آئے گا اور آپ اس بات کے قائل ہو جائیں گے کہ یہ اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں صرف نقل مکانی کر جاتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی میں یہ بھی طاقت تھی کہ نگاہ ڈالیں اور جان نکال لیں، جیسے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' میں اپنے تایا ابوالرضا محمد صاحب کی بزرگی کے سلسلہ میں ذکر فرمایا ہے، یہ اور بات کہ اُن کے تایا صاحب حضرت بُسطامی سے بھی زیادہ بزرگ تھے کیونکہ وہ جان نکالنے کے بعد واپس بھی لوٹا سکتے تھے، ملاحظہ ہو:

ولا
رحمت اللہ گنفش روزی حکایت میکرد کہ حضرت ایشان در ان
گردد مسجد نشستہ بودند و من در مقابلۂ ایشان زیر درختی ایستادہ بحضور حضرت ایشان گفت کہ بایزید بسطامی
در بعض احیان نظر میکردند بسوی کسی وی میمرد از قوت جذب و حدت نظر شیخ آن امروز ما غلغلۂ شیوخ
بسیار می شنویم و در ہیچکس قوت باطن باین مثابہ نمی یابیم حضرت ایشان را غیرت آمد فرمودند بایزید جذب
ارواح میکرد و نتوانستی کہ باز آرد مارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ منازل خود تربیت فرمودہ است
و آں قوت دادہ کہ اگر خواہم جذب کنم روح کسی را و اگر خواہم رد کنم آنگاہ حضرت ایشان بسوی
من نظر کردند روح مرا جذب فرمودند بر زمین افتادم و مردم و ہیچ شعور این عالم را نماند الا آنکہ خود را غریق نور
عظیم می یافتم پس بطرف سائل متوجہ شدند کہ این را ببین مردہ است یا زندہ تامل کرد و گفت مردہ است
فرمودند اگر خواہی مردہ گذارم و اگر خواہی زندہ کنم گفت اگر زندہ شود کمال رحمت است حضرت ایشان
دیگر بار توجہ کردند پس زندہ شدم و بایستادم حاضران ہمہ از قوت حال حضرت ایشان متعجب شدند

مترجم —

کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحب ادراک

رحمت اللہ گنفش دوز نے بیان کیا کہ ایک موقع پر حضرت شیخ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اور میں ان کے سامنے ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے کہا، کہ حضرت بایزید بسطامیؒ بعض اوقات کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے تو قوت جذب اور شیخ کی گرمی نگاہ سے اس کی روح پرواز کر جاتی تھی۔ آج کل ہم مشائخ کا شور سنتے ہیں مگر کسی کی قوت باطنی میں یہ تاثیر نہیں دیکھی۔ یہ سن کر حضرت شیخ نے جوش میں فرمایا کہ بایزید روحیں نکال تو لیتے تھے مگر جسم میں واپس نہیں لوٹا سکتے

تھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دل کو اپنے قلب اطہر کے زیر سایہ ایسی تربیت اور وہ قوت عطا فرمائی ہے کہ جب چاہوں کسی کی روح کھینچ لوں اور جب چاہوں اسے واپس لوٹا دوں ابھی اسی وقت شیخ نے مجھ پر نظر کر کے میری روح کھینچ لی اور میں زمین پر گر کر مر گیا اور مجھے اس عالم کا کوئی شعور نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ میں نے اپنے آپ کو، ایک بہت بڑے دریا میں غرق پایا۔ آپ نے سائل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اسے دیکھو مردہ ہے یا زندہ؟ اس نے سوچ کر کہا کہ مردہ ہے۔ فرمایا اگر تو چاہے تو اسے مردہ چھوڑ دوں اور اگر پسند کرے تو اسے زندہ کر دوں! کہنے لگا اگر زندہ ہو جائے تو یہ انتہائی رحمت ہوگی۔ آپ نے مجھ پر دوبارہ توجہ ڈالی تو میں زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام حاضرین مجلس حضرت شیخ کی قوت حال سے متعجب ہوئے۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین اصل فارسی صفحہ ۹۵، ۹۶ اور اُردو ترجمہ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ شائع کردہ المعارف، لاہور، مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان کردہ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کچھ ایسے بزرگ بھی ہوتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے براہِ راست تربیت حاصل کر کے خدائی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں اور مارنا اور جلانا ان کے قبضہ اختیار میں آ جاتا ہے کیونکہ یہ تو اللہ ہی کے کام ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ توحید کے انکار کرنے والوں کے مقابلہ میں اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ ان کے سامنے یہ اعلان کیجئے کہ آپؐ صرف اُس مالک کی بندگی کرتے ہیں جو اکیلا ہی تم کو (اے کافرو) موت دیتا ہے گویا یہ انکاری بھی اس بات کے قائل تھے کہ مارنا اور جلانا تو صرف ایک آسمان والے ہی کے ہاتھ میں ہے۔

آیت یوں ہے:۔

فَلَا اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ (یونس ۱۰۴)

ترجمہ: پس میں بندگی نہیں کرتا اُن کی جن کی بندگی اللہ کو چھوڑ کر تم کرتے ہو بلکہ میں تو صرف اُس اللہ کی بندگی کرتا ہوں جو تم کو موت دیتا ہے۔ (یونس آیت ۱۰۴)